املا: علامہ عبیداللہ سندھی

اردو ترجمہ

عبقات

عبقہ ۱۔ انسان کے لیے علم حاصل کرنے کے تین راستے ہیں :۔ ۱۔ محسوسات (میں تصرف کرکے ان) سے علم اخذ کرنا۔ ۲۔ معلوم سے مجہول کی طرف ذہن کا منتقل ہونا۔ ۳۔ اور غیب سے (یعنی انسانیت کے منبع علوم سے بغیر محنت کے اپنی استعداد کے مطابق) سیکھ لینا۔

محسوسات سے علم حاصل کرنے کی چند صورتیں ہیں :۔ اگر معلوم کے ساتھ تین شرطیں پائی جائیں۔ (۱) معلوم جزئی شکل میں ہو۔ اور (۲) مادی عوارض یعنی طول، عرض، عمق، مکان، زمان سے موصوف ہو۔ اور (۳) مادہ سامنے موجود ہو تو اس کا نام "احساس" ہے۔ اگر تیسری شرط نہ ہو اور پہلی اور دوسری شرطیں موجود ہوں تو "تخیل" کہلاتا ہے اور اگر تیسری شرط کی نفی کے ساتھ دوسری شرط بھی موجود نہیں یعنی عوارض مادہ سے بھی موصوف نہ ہو تو [illegible] کہتے ہیں اور اگر تینوں شرطیں موجود نہ ہوں بلکہ معلوم کلی [illegible] محسوسات سے جس قدر عقلی صورتیں اخذ کی [illegible] ان کی ترکیب سے جو قضیے بنتے ہیں انھیں "بدیہیات" کہا جاتا ہے۔

معلوم سے مجہول کی طرف ذہن کا انتقال اگر تدریجی ہو یعنی اول ایک نتیجہ اخذ جائے اس کے بعد دوسرا تو اسے "نظر" کہا جاتا ہے اور جو مجہول معلوم ہوا اسے "نظری" کہتے اور اگر تدریجی نہ ہو بلکہ فوراً دور کے نتیجہ پر پہنچ جائے تو اسے حدس کہتے ہیں اور جو علم ہوا اسے حدسی کہا جاتا ہے۔

غیب سے سیکھنے کی چند صورتیں ہیں :- ۱۔وحی اور ۲۔تحدیث اور ۳۔تفہیم اور ۴ ذوق اور ۵۔معرفت اور ۶۔علم لدنی اور ۷۔مشاہدہ اور ۸۔وجدان اور ۹۔تجلیات معنویہ اور ۱۰۔کشف اور ۱۱۔اتصال بالمثال اور ۱۲۔تجلیات صوریہ۔

اور علم حکمت ذوق کی تفصیل کا نام ہے (جو غیب سے سیکھنے کی چوتھی صورت تھی) ا فن الحقائق معرفت کی تفصیل کا نام ہے (جو تلقی غیب کی پانچویں صورت تھی) ان تمام اصط کے معانی کا اجمالی تذکرہ آئندہ آئے گا۔ تو اس کا انتظار کر۔

اور بعض اوقات وحی کے سوا جس قدر تلقی غیب کی صورتیں ہیں ان سب کا نام کشف اور الہام قرار دیا جاتا ہے۔

عبقہ ۲ ۔علم نقلی (جو تلقی غیب کی ایک قسم ہے) الہامی چیزیں یا تو انسان کو خود بخو حاصل ہو جاتی ہیں یا کسی الہامی انسان سے نقل کی جاتی ہیں (اس دوسری قسم کو علم نقلی کہ ہیں) یعنی وہ علم نقلی جو معصوم کی خبر دینے سے حاصل ہو نظریات میں داخل ہے۔ اس پر یقہ اس لیے کیا جاتا ہے کہ معصوم نے خبر دی اور ہر وہ بات جو معصوم بتلائے حق مطابق وا ہوا کرتی ہے۔

اس طرح پہلا مقدمہ تو سمعیات سے ہوا اور دوسرا استدلالیات سے۔ لیکن چونکہ نقلی علم بہت سے علوم کا منبع ہے اس لیے نظریات کی باقی قسموں سے جدا کر دیا گیا اور اسے ایک علحدہ طریق مان لیا گیا۔

چونکہ جزئیات محسوسہ کا علم کسی قابلِ ذکر کمال پیدا کرنے کا ذریعہ نہیں بنتا اور اسی طر قضایا بدیہی کا علم بھی کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچاتا تو محسوسات سے علم لینے کے تمام قسمو کو جس میں احساس، تخیل، توہم، تعقل بالبدیہیات شامل ہیں علم کے قابلِ ذکر طریقوں

پہ شمار نہیں کیے گئے ہیں۔
اور جس زمانہ سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم پر وحی آنا بند ہوئی اسی وقت سے تلقی غیب کی قسموں سے فقط کشف باقی رہا۔ یہاں کشف سے مُراد اس کے عام معنیٰ ہیں۔
اس تحقیق کا خلاصہ یہ نکلا کہ علم کے قابلِ ذکر اسباب تین ہیں :- (۱) التعقل یعنی معلوم سے مجہول کی طرف ذہنی انتقال (۲) نقل اور (۳) کشف۔
علم کے ان تینوں طریقوں کے افادۂ علمی میں بعض اوقات خَلَل راستے میں حائل ہوجاتا ہے۔ عقل میں خَلَل پیدا ہونے کی صورت یہ ہے کہ مطلوب تک پہنچانے والے راستے کی صورت یا مادہ میں فساد پیدا ہوجائے۔ (جس کی تفصیل منطق کی کتابوں میں ملتی ہے)
اور نقل میں خلل اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ جو سند معصوم تک پہنچی ہے وہ ضعیف ہے یا راوی غلطی کرجائے یا اس کا حافظہ کمزور ہو یا جھوٹی باتیں (کذب ووضع) بنانے میں مشہور ہوچکا ہے۔ اسی طرح کے اور اسباب بھی جو اپنی جگہ پر مفصل بیان کیے گئے ہیں (یعنی علم اصولِ حدیث میں اس کی پوری بحث ملتی ہے اور نقل میں غلطی اس طرح بھی ہوسکتی ہے کہ کلام سے ظاہری معنیٰ مراد نہ ہوں اور معنی مراد کے معین کرنے والے قرائن بھی محذوف ہوں۔
اور کشف میں غلطی اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ شیاطین جنّ وانس کی شیطانی تاثیر کا دخل ہو یا صاحبِ کشف کا عادی علم جو اس کے ذہن میں مخزون ہے کشف میں مل جائے یا صاحبِ کشف اپنی کمزوری کے سبب سے مکشوف کا پورا احاطہ نہ کرسکے اس طرح کے اور بھی سبب ہیں جن کی طرف آئندہ اشارہ کیا جائے گا۔
علم کے ان تینوں طریقوں میں سے ہر ایک طریق یقین کا پورا پورا فائدہ دیتا ہے جب کہ خلل سے محفوظ ہو۔ اس صورت میں ان میں فساد نہیں ہوسکتا ہے ورنہ ماننا پڑے گا کہ متناقض چیزیں نفس الامر میں جمع ہوسکتی ہیں۔
نتیجہ یہ نکلا کہ قطعی برہان، محکم متواتر اور ذوق حکماء، ان تینوں چیزوں میں تعارض

ممکن نہیں۔ ہاں ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک طریق اس سے ساکت ہو جس پر دوسرا طریق دلالت کر رہا ہے لیکن اس قسم کے اختلافات کو تعارض میں شمار نہیں کیا جاتا۔

عقل ان تینوں طریقوں میں سے سب سے زیادہ محتاج الیہ ہے کیونکہ کوئی فن تمام نہیں کہا جاسکتا مگر اس میں حد یا نظر سے ذہنی محنت کرنی پڑتی ہے۔

اور نقل فائدہ دینے میں سب سے زیادہ پختہ ہے۔ چونکہ جن چیزوں سے اس میں خلل آتا ہے اس پر تنبیہ آسانی سے ہوسکتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ مخل چیزوں سے سالم رہنے کا یقین آسانی سے حاصل ہوتا ہے ـــ اور ویسے مخلات اس میں ہیں بھی تھوڑے۔

اور کشف سب سے زیادہ وسیع الاحاطہ ہے، چونکہ غیب غیر متناہی علوم کا خزانہ ہے تو جو شخص غیب سے اتصال قوی پیدا کرے گا وہ بہت سے علم سیکھ سکتا ہے جس میں اس کی دوڑ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

عبقہ ۳۔ بعض ایسے عالم جن کو حقائق علمیہ کی سمجھ حاصل نہیں ہوتی ایک بہت شنیع امر منہ سے نکالتے ہیں۔ اور وہ یہ مسئلہ ہے کہ نقل عن المعصوم سے علم قطعی کبھی حاصل ہو نہیں سکتا۔ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ نقل سے یقینی علم حاصل ہونے میں الفاظ واسطہ بنتے ہیں اور الفاظ سے یقینی طور پر معانی معین کرنا اس پر موقوف ہے کہ الفاظ کے ان معانی کے لیے مقرر ہونے کا یقین ہو۔ اور یہ یقین حاصل نہیں ہوسکتا مگر ایک راستے سے یعنی لغت کے ائمہ سے یہ معنی منقول ہو اور پھر ائمۂ لغت سے یہ بات ثابت ہونا اس پر موقوف ہے کہ ائمۂ لغت سے جن لوگوں نے یہ لغت نقل کی ہے وہ جھوٹ اور خطا سے معصوم تھے اور یہ بات کبھی بھی ثابت نہیں ہوسکتی۔

پھر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ لفظ سے وہ معنی مراد نہیں ہوتے جس کے لیے وہ وضع کیا گیا ہے بلکہ منقول یا مجاز یا کنایہ مراد ہوتا ہے۔ تو نصوص کے الفاظ سے جو معنیٰ ذہن میں آسانی سے آتے ہیں یقیناً معلوم نہیں ہوسکتا کہ یہی معصوم کی مراد تھی۔ اور یقینی علم حاصل ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ یقیناً معلوم ہو کہ معصوم کی یہی مراد ہے۔

پھر لفظ جب عام ہوتا ہے تو اس کو تخصیص لاحق ہوتی ہے اور بعض اوقات سارا حکم منسوخ

ہو جاتا ہے تو یہ احتمال بھی یقین پیدا کرنے میں مخل ہے۔

جس شخص کو حکماء کے کلام میں طرز بیان کی تھوڑی سی ہی مہارت ہو اس پر بھی یہ بات مخفی نہیں رہ سکتی کہ یہ سارا دعویٰ جہالت در جہالت سے پیدا ہو رہا ہے اس لیے کہ الفاظ کا اپنے معنی کے لیے مقرر ہونا تواتر سے ثابت ہے۔ ائمہ لغت سے نقل کرنے والوں کی معصومیت ثابت کرنے کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

اور یہ بھی معلوم رہے کہ ہم محکم میں بحث کر رہے ہیں (جس میں ایک معنی کے سوا دوسرے احتمال عقل میں آہی نہیں سکتے) اس لیے وہ فقط یقین کا افادہ کرتا ہے تو اس میں مجاز اور کنایہ اور نقل کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ بعض محکم الفاظ ایسے ہوتے ہیں جن میں تخصیص اور نسخ کا کوئی احتمال باقی نہیں، جیسے وہ خبریں جن کے عموم کو قطعی مؤکد کرنے والے الفاظ ساتھ ہوں جیسے قولہ تعالیٰ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ اور یہ استثناء بھی اس قدر عموم کے لیے جو استثناء کے بعد باقی رہتا ہے ایک مؤکد امر ہے (یعنی ابلیس کے سوا جس قدر فرشتے باقی رہیں گے ان کا سجدہ قطعی طور پر ثابت ہوگا۔

ایک لفظ سے مجازی معنی مراد نہ لینے کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ مجازی معنی لینے کا کوئی قرینہ قائم نہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ مجازی معنی نہ لینے کا قرینہ قائم کیا جائے۔ تو جو لفظ مجاز کے قرائن سے خالی ہوگا وہاں ایسے قرینے ماننے پڑیں گے جو حقیقی معنی مراد لینے کا یقین دلاتے ہوں۔ اس لیے حقیقی معنیٰ پر یقین کرنا عدم ارادہ معنی مجازی کی دلیل پر مبنی نہیں بلکہ معنی مجازی کے مراد ہونے کی دلیل نہ ہونے پر مبنی ہے۔

پھر یہ بات بھی ہے کہ ایک لفظ کو قطعی معنیٰ کے لیے مفید ثابت کرتے ہوئے یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ قطعی کبھی تو ایسے معنی میں بولا جاتا ہے جہاں کسی قسم کا خلاف باقی نہ ہو اور کبھی اس سے ایسا قطعی معنیٰ مراد ہوتا ہے جس کے خلاف کوئی ایسا احتمال نہ ہو جسے دلیل سے ثابت کیا جا سکے اور یہاں دوسرا معنیٰ مراد ہے یعنی جب کہا جاتا ہے کہ نقل سے قطعی علم حاصل ہوتا ہے تو مراد یہ ہوتی ہے کہ یہاں مدلل مخالف احتمال نہیں ہے تو اس سے

دہمی طور پر جو احتمالات پیدا ہوتے ہیں ان کی نفی منظور نہیں ہوتی۔

اس چھوٹی بڑی بحث کے بعد یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ کے ساتھ بیرونی ایسے قرینے مل جاتے ہیں جن سے تخصیص النسخ اور تجوز کا احتمال جاتا رہتا ہے اور ایک مراد معین ہوجاتی ہے تو فقط یہی نقل ہے جس کو ہم مفید القطع کہتے ہیں (ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ ہر لفظ جو معصوم سے نقل کیا جائے قطعیت کے لیے مفید ہوگا۔

کیا تم نہیں دیکھتے اجب تو کسی شخص کو کوئی چیز دے اور وہ تمہاری تعریف کرے یا کسی شخص کو تو مارے اور وہ تجھے گالی دے یا تو اس سے کوئی بات پوچھے تو وہ تجھے جواب دے یا تو اسے خبر دے اور وہ تیری تصدیق کرے یا تو اس سے کوئی مشورہ پوچھے اور وہ تجھے اس کام کرنے کو کہے یا منع کرے کیا تو اس وقت یقین نہیں کرے گا کہ اس شخص نے اپنے کلام سے مدح یا گالی یا جواب یا تصدیق یا امر یا نہی کا ارادہ کیا ہے۔ اور جس نے ان خاص مثالوں سے اس کے خلاف احتمال پیدا کیا تو اس نے اپنے آپ کو بیوقوف بنایا اور اس نے سوفسطائیوں کی جماعت میں اپنا نام لکھوایا۔

مسلسل